دی گورننس پروگرام

THE AGA KHAN UNIVERSITY
(International) in the United Kingdom
Institute for the Study of Muslim Civilisations

یورپ میں شرعی قانون: ECtHR کے روبرو یونان کامقدمہ جوممکن ہے تبدیلیوں کاپیش خیمہ ثابت ہو

Konstantinos TSITSELIKIS
University of Macedonia, Greece
kt@uom.edu

تعارف

لاؤسانے کے معاہدہ (1923) کے نتیجےمیں، یونان کے علاقے تھریس میں مسلمانوں کے لیےایک خصوصی قانون متعارف کروایاگیاتھاجواقلیتی سماج کی حفاظت کےلیے تھاجس کے ذریعے اس علاقہ میں رہائش پذیریونان کے مسلمان شہریوں پرقانونِ شریعت کااطلاق کیاگیاتھا۔ تاہم، شریعت کااطلاق مغربی تھریس کے مقامی مفتی صاحب جوان معاملات کے ضمن میں خصوصی اختیارات کے حامل ہوتے ہیں کے ذریعے خاندان اوروراثت سے متعلقہ چندمخصوص تنازعات پرکیاجاتاہے۔

''مغربی'' قانونی آرڈرکے تحت شرعی قانون کےاطلاق کی اجازت دینےکےلیے، ریاست کے شہریوں کےایک گروپ کومنتخب کرنےکےلیے، یقیناً ایک مخصوص صورتِ حال کی نمائندگی ہوتی ہے جس میں قانونی تکثیریت تاریخی وجوہات کی بنا پراپنے وجودکوقائم رکھتی ہے۔ تھریس میں اسلامی عدالتوں کا قیام شرعی قانون اورعدالتوں کی اصلاح سے متعلق مزیدبحث ومباحث کا دروازہ کھولتاہے، ایسی اصلاحات جوشریعی اصالیب کوتازہ ترین بنانے سےلے کرتھریس میں مفتی کےدائرہ اختیارکومکمل طورپرختم کرنےپرمبنی ہوسکتی ہیں۔

دسمبر2017 کوECtHR کے بڑےچیمبرکی طرف سے جس مقدمے کی سماعت کی گئی ہےاورآنےوالافیصلہ بہت سے سوالات کےضمن میں نئی معلومات پرمبنی ہوسکتاہے: کیاشریعی قانون انسانی حقوق کے معیارات کےہم آہنگ ہوسکتاہے۔ کیاشریعی قانون یورپ کےسول قانون کے ساتھ مل کرقانونی تکثیریت کے ایک نمونہ کے طورپرایک وجودکےطورپر قائم رہ سکتاہے؟

1923 سے، تھریس میں قیام پذیرترک مسلمان اقلیت سےمتعلقہ حکمتِ عملیوں کاانتظام وانصرام اقلیت کی حفاظت سےمتعلقہ لاؤسین معاہدے(دفعہ 45-37) کےمطابق کیاجاتاہے۔ یہ قانونی حفاظتی نظام ملت جیسے تصورکی عکاسی کرتاہے کیونکہ مذہبی اورلسانیاتی حقوق مذہب کے ذریعے بروئے کارلائے جاتےہیں۔ ابتدائی زمانوں سے، اورخاص طورپر1964 اور1974 کےبعد، اقلیت کےتحفظ کاعمل یونانیوں ۔ تُرکوں کےبدنامِ زمانہ (منفی) مسابقت پرمبنی معاندانہ مزاجوں کےسبب متاثرہواتھا۔ تاہم، 'لاؤسین سسٹم'' بغیرکسی قسم کے تبدل کےباقی رہا۔ اگرچہ تھریس کی اقلیتی آبادی کوخصوصی اقلیتی حقوق بسلسلہ مذہبی آزادی اورلسانیاتی حقوق عمومی انسانی حقوق کےمتوازی حاصل ہیں:
اے۔ تھریس میں تین مفتیانِ کرام موجودہیں اورسرکاری ملازمین کے طورپروہ ایک خصوصی درجےکےحامل ہیں جنہیں مسلمانوں کے خاندانی اوروراثتی معاملات کےضمن میں خصوصی دائرہ کارتفویض شدہ ہے۔
بی۔ اقلیتی سکولوں میں دو زبانوں پرمشتمل تعلیم کی پیش کش کی جاتی ہے۔
سی۔ مسلمانوں کی جائیداد (وقف) کاانتظام کاؤنسلوں کےذریعے کیاجاتاہے، جوکہ منتخب کردہ نہیں ہوتےبلکہ حکومت کی طرف سے جنتا 1967 کےزمانوں سے تعینات کیے جاتے ہیں۔

مفتی بطورقاضی

تھریس کے موجودہ تین مفتیانِ کرام (کوموٹینی، زانتھی اورڈِڈیموٹیھو) اپنے اپنے انتظامی علاقوں میں یونانی شہریت کے حامل مسلمانوں پردائرہ سمات کےحامل ہیں۔ مفتیانِ کرام کی مسلمان کمیونٹی میں دو قسم کی ذمہ داریاں ہوتی ہیں ایک بطورمذہبی رہنما اوردوسرے شریعی قانون کے قاضی کی حیثیت سے وہ اپنی ذمہ داریاں نبھاتے ہیں۔ مفتیانِ کرام کوایک قاضی یعنی جج کےمساوی درجہ حاصل ہوتاہے، جوکہ خاندان سے متعلقہ قانونی معاملات جیسے طلاقیں، پینشنیں، سرپرستی (بچوں کی سرپرستی)، نان نفقہ (نفقہ) اوربچوں کی بریت کے ساتھ ساتھ یونانی شہریت کے حامل مسلمانوں کےدرمیان وراثتی جگھڑوں کےضمن میں اپنےدائرہ ہائے کارکےاندر اپنافیصلہ صادر کرنےکےلیےبااختیار ہوتےہیں۔

دیوانی قانون کے ساتھ ساتھ شریعی قانون، دیوانی عدالتوں کے ساتھ ساتھ شریعی عدالتوں کی باہمی موجودگی کوحالیہ دورتک ایک نازک توازن کےذریعےبرداشت کیاگیا جس نے اقداری اورضوابطی تنازعات کوعدالتی اختیارسے بچائے رکھا۔ ان میں سے ایک مفتی صاحبان کے فیصلوں پراختیاراورانکی نگرانی سے متعلق ہے۔ مفتی صاحب کے فیصلےکی متعلقہ یونانی سیکولرکورٹ یعنی عدالت کےرکن کےذریعے منظوری دی جاتی ہےاوراسطرح وہ فیصلہ قابل نفاذہوتاہے (ایکٹ 1920/1991 ، دفعہ 5 پیرا 3)۔ تاہم دیوانی عدالتیں نظام کے تحت خوبیوں سےمتعلقہ معاملات کونپٹانے سے گریزکرتی ہیں جب وہ مفتی صاحب کےفیصلوں کی تصدیق کررہی ہوں۔ اگرچہ، مؤثرطورپر، اپیل (یاحقیقتاً دادرسی کےلیےعرضداشت) کرنےکےلیےان مقدمات میں کوئی سہولت موجودنہیں ہےجن کافیصلہ مفتی صاحب کی طرف سے کیاگیاہو۔یہ سوال بھی ابھرتاہے آیاکہ مفتی کی عدالت میں استعمال کردہ ضوابط انصاف پرمبنی عدالتی کاروائی کےحق کےمطابق تھے، اگرچہ مقدمہ بازوں کےمساوی پن کا تحفظ نہ کیاگیاہو(مفتی کی عدالتوں میں مردمقدمہ بازکوخاتون مقدمہ بازکی بنسبت زیادہ مضبوط حیثیت دی جاتی ہے)۔ بہت سی صورتوں میں مفتیانہ نظام فورمزکاحقیقی انتخاب مہیانہیں کرتاہے(کرتاتھا)۔ قانون میں مقدمات کا فیصلہ کرنےکےلیے ایسی سہولت موجودنہیں ہے جب ایک فریق دیوانی عدالت کے دائرہ کارکواوردوسرا فریق مذہبی عدالت کومنتخب کرے۔اگرچہ نظریاتی طورپرمسلمانوں کودیوانی عدالت کےدائرہ کارسے نکلنےکااختیار حاصل تھااپنے مقدمات کے ضمن میں، اکثراوقات دیوانی عدالتیں ان مقدمات کوجوانکے روبروپیش کیئے گئے ہوں کومفتیان کے پاس بھیجتی ہیں کیونکہ انہیں خصوصی طورپرایک بااختیارعدالت سمجھاجاتاہے۔

مقدمہ

نظام میں موجودخامیوں کوسب سے زیادہ منصہ شہودپرلانےوالا مقدمہ مولا سالی کاتھا۔ مسلمان بیوہ کو اپنے مسلمان مرحوم خاوندکی طرف سے وراثت میں تمام جائیدادیں حاصل ہوئی تھیں اس عوامی وصیت کی بنا پرجواس نے دیوانی قانونی کےحساب سے تحریرکی تھی۔ بعدازاں، مرحوم کی بہنوں نے اعتراض اٹھایاکہ عوامی وصیت اس بنیادپرمنسوخ ہےکیونکہ مرحوم مسلمان تھا اوریہ اس کی ذمہ داری تھی کہ وہ اسلامی وراثتی قانون کی پیروی کرتا۔ ابتدائی عدالت نےکہاکہ مرحوم دیوانی قانون کومنتخب کرنےمیں آزاد تھا، اوراس لیے عوامی وصیت کے ضمن میں کوئی قانونی مسئلہ موجودنہیں ہے۔ وہ عدالت جہاں اپیل کی گئی تھی اس نے اس رائے کوقائم رکھا تھا۔ تاہم کورٹ آف کاسیشن (ایئروس پَیگوس) نےاپیل کورد کردیااورکہاکہ لاؤسین معاہدہ کے تحت تھریس میں تمام مسلمانوں کوتحفظ فراہم کیاگیاہے۔ اس لیے شریعی قانون اورمفتی صاحب کے دائرہ سماعت کی پیروی کرنالازم ہے۔ نتیجہ کےطورپر، مرحوم کی طرف سے تیارکردہ عوامی وصیت نامہ منسوخ ہےاوراس ضمن میں صرف شریعی قانون کا اطلاق کیا جاناچاہیے۔

سٹراسبورگ[1] کی عدالت کے روبرومقدمہ پیش کیاگیاتھا۔ درخواست گذارنےدرج ذیل دعوٰی کیاتھا: آرٹیکل 6 ای سی ایچ آر کی خلاف ورزی کیونکہ یونانی کورٹ آف کاسیشن نےانصاف کوجھٹلادیاتھا، اگرچہ اس چیزکےلیے کوئی بنیاد نہیں تھی کہ دیوانی قانون قابل اطلاق نہیں؛ آرٹیکل 1 ، پروٹیکشن 1، کی خلاف ورزی، اس فیصلہ کی رو سے وراثتی جائیدادوں کےضمن میں جزوی نقصان؛ آرٹیکل 14 کی خلاف ورزی، گزشتہ آرٹیکلزکےمجموعےکےساتھ، مذہب اورصنف کی بنیاد پرامتیازی سلوک: اگردرخواست گزارمردہوتاتووراثت کی بہت سی مقدار کادرجہ بلند ہوتا۔ اگر وہ غیرمسلم ہوتی تو(اورمرحوم خاوند) توشریعی قانون قابل اطلاق نہ ہوتا۔

[1] ECtHR, *Molla Sali v Greece*, 20452/14, Grand Chamber. The judgment is expected in December 2018.

براہ مہربانی مصنف کی پیشگی اجازت کےبغیرنہ توحوالہ دیں اورنہ ہی تقسیم کریں

مولا سالی کا مقدمہ پہلے ہی یونانی قانون میں تبدیلیاں لاچکاہے۔ ECtHR کی متوقع رائےکی پیروی میں مفتی سے متعلق قانون میں ہونے والی تازہ ترمیم کے مطابق، مفتی کادائرہ کاراختیاری بن گیاہے اوردونوں مقدمہ بازوں کواس دائرہ سماعت پرمتفق ہونا ضروری ہے۔ ورنہ دیوانی عدالتیں تھریس کے مسلمانوں کے درمیان کسی قسم کے تنازعے کافیصلہ کرنےکےلیے بااختیارہیں۔ علاوہ ازیں، مسلمانوں کوعوامی وصیت لکھنےکاحق حاصل ہے ابھی تک اس کی واضح طورپراجازت ہے۔ جہاں تک مفتی کے اختیاری دائرہ کار کاتعلق ہے اس ضمن میں مفتی کی عدالت سے قبل ضابطے کےضمن میں ضوابطی قواعدکی تشکیل کےلیے صدارتی حکم نامہ درکارہوگا۔ یہ حکم نامہ تیاری کے مرحلے میں ہے اورجلد ہی اسکااطلاق متوقع ہے۔

ایسالگتاہے کہ یہ مقدمہ شریعی قانون و دیوانی قانون اورشریعت کے امتیازی سلوک سےمتعلق جُز کے درمیان آزادی کے اختیارسےمتعلق سوال کوجنم دے گا۔ یہ ممکن ہے یورپیائی قانونی آرڈرکےاندرشریعی قانون کی حیثیت سے متعلق عمومی آراء کوبھی سامنےلائے۔ ایسی صورت میں، یہ پہلی دفعہ ہوگاکہ ECtHR شریعی قانون کےاصول کا انسانی حقوق کےمعیارات کےساتھ مضبوط نقطعہ نظرکےتحت موازنہ کرے گا(ریفاہ پارٹیسی ججمنٹ سےمتعلق آخرکار مقابلتاً زیادہ جامعہ اندازمیں)۔

نتیجہ

یونان اوریورپیائی قانونی آرڈرکےاندرشریعی قانون کی حیثیت سےمتعلق بحث حتمی طورپراس مسئلہ کوبیان کرتی ہے کہ کسطرح اقلیت کے نان لبرل قوانین کولبرل لیگل پس منظرمیں موافق بنایاجائے۔ بنیادی انسانی حقوق کے ساتھ شریعی قانون کی مطابقت خطرے سے دوچارہوگی۔ آگے قدم بڑھانےکےلیے، اس بحث کولازماً استحکام، اقلیت کی شناخت کےتحفظ اورانفرادی اوراصالیبی ایکشن کےامکانی شعبوں کی مجموعی شناخت کےدرمیان حرکت پذیرہوناچاہیے۔ مولا سالی سے متعلق فیصلہ درج ذیل تبدیلیوں کے عمل کاسبب بن سکتاہے: شریعی عدالتوں کا خاتمہ، مسلمان معاشرےکی طرف اوراسکےاندرسے قانون میں کی جانے والی تبدیلیاں یا ترمیمات؟ یونیفارم لیگل آرڈر کےاندرکس حد تک نجی قانون کےمتبادل قانونی اصالیب کوہم آہنگ بنایاجاسکتاہے؟ کیا ایک جمہوری نمونے کے طورپر ایک متبادل اورثقافتی لحاظ سے قابل قبول فیصلہ دیکھاجاسکتاہے؟

References

Michel Hunault, Freedom of religion and other human rights for non-Muslim minorities in Turkey and for the Muslim minority in Thrace (Eastern Greece), Parliamentary Assembly, Committee on Legal Affairs and Human Rights, Report, Doc 11860, 21.4.2009, Council of Europe, Strasbourg 2009.

Yannis Ktistakis, The holy law of Islam and Muslim Greek citizens, Sakkoulas 2006 (in Greek).

Konstantinos Tsitselikis, “Applying Shari‘a in Europe: Greece as an Ambivalent Legal Paradigm”, Yearbook of Muslims in Europe, J. Nielsen, S. Akgönül, A. Alibašić, B. Maréchal & Ch. Moe eds., Brill 2010.

Konstantinos Tsitselikis, Old and New Islam in Greece. From traditional minorities to immigrant newcomers, Leiden/Boston, 2012.